سورۃ القدر

آیاتہا ۵ ۔ ۹۷ سورۃ القدر مکیۃ ۲۵ ۔ رکوعہا ۱

یہ اکثر مفسرین کے نزدیک مدنی ہے، یہ ثعلبی نے ذکر کیا۔ ماوردی نے اس کے برعکس ذکر کیا ہے۔ میں نے کہا: یہ ضحاک کے قول کے مطابق مدنی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دو قولوں میں سے ایک یہی ہے۔ واقدی نے کہا: یہ وہ پہلی سورت ہے جو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو اتارا ہے شب قدر میں''۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ میں ضمیر غائب سے مراد قرآن حکیم ہے اگرچہ اس صورت میں اس کا ذکر نہیں ہوا کیونکہ معنی معلوم ہے پورے کا پورا قرآن حکیم ایک سورت کی طرح ہے ارشاد فرمایا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:185) رمضان شریف کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ ارشاد فرمایا: حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (دخان) حاء، میم کتاب مبین کی قسم! ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

شعبی نے کہا: اس کا معنی ہے ہم نے اس کے نازل کرنے کو لیلۃ القدر میں شروع کیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: بلکہ جبریل امین نے لیلۃ القدر میں ایک ہی بار اسے نازل کیا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیت العزت کی طرف۔ حضرت جبریل امین نے اسے سفرہ پر املاء کرایا پھر جبریل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرتے رہے۔ اس کے آغاز اور اختتام کے درمیان تیئس سال کا عرصہ تھا؛ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سورۂ بقرہ میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔ ماوردی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم رمضان شریف کے مہینہ میں، لیلۃ القدر میں، لیلۃ مبارکہ میں ایک ہی بار اللہ تعالیٰ کے پاس سے لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں سفرہ کراما کاتبین پر نازل ہوا۔ سفرہ کراما کاتبین نے حضرت جبریل امین پر بیس سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا۔ جبریل امین بیس سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے لاتے رہے۔ ابن عربی نے کہا: یہ سب باطل ہے، حضرت جبریل امین اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی جبریل امین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی واسطہ ہے۔

مجاہد نے کہا: لَيْلَةِ الْقَدْرِ سے مراد حکم کی رات ہے، اس کا معنی تقدیر کی رات بھی ہے۔ اس رات کو لیلۃ القدر اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں جو امر چاہتا ہے مقدر فرماتا ہے یعنی اگلے سال تک معاملات کی تقدیر فرماتا ہے، یعنی

موت، رزق وغیرہ۔ پھر اسے مدبرات امر کے سپرد کر دیتا ہے وہ چار فرشتے ہیں حضرت اسرافیل، حضرت میکائیل، حضرت عزرائیل اور حضرت جبریل علیہم السلام۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مروی ہے: سال میں جو کچھ ہوتا ہے اسے ام الکتاب سے لکھ لیا جاتا ہے رزق، بارش، زندگی اور موت یہاں تک کہ جو لوگ حج کریں گے۔ عکرمہ نے کہا: لیلۃ القدر میں بیت اللہ شریف کا حج کرنے والے کا نام اور ان کے آباء کے نام لکھے جاتے ہیں ان میں سے کوئی رہتا نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی زائد ہوتا ہے؛ یہ سعید بن جبیر کا قول ہے۔ سورۃ الدخان کے آغاز میں یہ بحث گزر چکی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو فیصلہ فرماتا ہے اور لیلۃ القدر کو ان کے متعلقہ افراد کے سپرد کر دیتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اسے یہ نام دیا گیا ہے کیونکہ یہ رات بڑی عظمت، شان اور شرف والی ہے جس طرح ان کا قول ہے: لفلان قدر یعنی اس کا بڑا مقام و مرتبہ ہے؛ یہ زہری اور دوسرے علماء کی رائے ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ اس رات میں طاعات کی عظیم قدر و منزلت ہوتی ہے اور عظیم ثواب ہوتا ہے۔

ابو بکر وراق نے کہا: اس رات کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ جس کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوتی جب وہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو وہ قدر و منزلت والا ہو جاتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ اس میں قدر و شان والی کتاب، عظمت و رفعت والے رسول اور شان والی امت پر نازل کی گئی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ اس میں قدر و منزلت والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ اس میں خیر، برکت اور مغفرت نازل ہوتی ہے۔ سہل نے کہا: اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں مومنین کے حق میں رحمت کو مقدر کیا۔ خلیل نے کہا: کیونکہ اس رات زمین فرشتوں کی وجہ سے تنگ پڑ جاتی ہے (1) جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ (الطلاق: 7) جس پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

''اور آپ کچھ جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے''۔

فراء نے کہا: قرآن حکیم میں جہاں بھی وَمَآ اَدْرٰىكَ کے الفاظ ہیں (2) اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دیا گیا ہے اور جہاں کہیں وما یدریک کے الفاظ ہیں اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ نہیں کیا گیا؛ یہی سفیان کا قول ہے۔ یہ بحث پہلے گزر چکی ہے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت کو بیان کیا، زمانہ کی فضیلت ان فضائل کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس میں واقع ہوتے ہیں اس رات میں اس خیر کثیر کی تقسیم کی جاتی ہے جس کی مثل ہزار مہینوں میں بھی نہیں پائی جاتی۔ واللہ اعلم

اکثر مفسرین نے کہا: اس ایک رات میں عمل ان ہزار مہینوں کے اعمال سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو (3)۔ ابو

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 296-295　2۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 313　3۔ ایضاً

العالیہ نے کہا: لیلۃ القدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ ایک قول یہ کیا گیا: ہزار مہینوں سے مراد سارا زمانہ ہے کیونکہ عرب ہزار کا لفظ اشیاء کی انتہا کو بیان کرنے کے لیے ذکر کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ (بقرہ: 96) یعنی وہ ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: زمانہ گزشتہ میں کوئی آدمی اس وقت تک عابد نہ کہلاتا جب تک وہ ہزار ماہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرتا۔ یہ تراسی سال اور چار ماہ کا عرصہ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر بنادی جس میں وہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔

ابوبکر وراق نے کہا: حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت پانچ سو ماہ تھی اور ذوالقرنین کی حکومت پانچ سو مہینے تھی دونوں کی حکومت ایک ہزار مہینے ہوگئی اللہ تعالیٰ نے اس ایک رات کے عمل کو جو اس رات کو پائے ان دونوں کی حکومتوں سے بہتر بنا دیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے ایک ہزار ماہ تک جہاد کیا تھا مسلمان اس پر متعجب ہوئے تو یہ آیات نازل ہوئیں (1) یعنی ایک رات ان ہزار مہینوں سے افضل ہے جن میں اس آدمی نے جہاد کیا تھا؛ اس کی مثل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

وہب بن منبہ نے کہا: وہ آدمی مسلمان تھا اس کی ماں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ نذر مانی تھی وہ ایسی بستی میں رہتا تھا جو بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے وہ ان کے قریب ہی رہتا اس نے اکیلے ہی جہاد کرنا شروع کردیا وہ قتل کرتا، گرفتار کرتا اور جہاد کرتا وہ ان کے ساتھ اونٹ کے جبڑے سے جہاد کیا کرتا تھا جب وہ ان سے جنگ کرتا اور وہ اس کے ساتھ جنگ کرتے اور اسے پیاس لگتی تو دونوں جبڑوں کے درمیان سے میٹھا پانی نکلتا جسے وہ پی لیتا، اسے بطش کی قوت دی گئی تھی، اسے لوہا وغیرہ کوئی درد نہیں دے سکتا تھا۔ اس کا نام شمسون تھا۔

کعب الاحبار نے کہا: وہ آدمی بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا اس نے کوئی اچھا کام کیا اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کی طرف وحی کی: فلاں کو کہو وہ کوئی آرزو کرے۔ اس نے یہ عرض کی: اے میرے رب! میں آرزو کرتا ہوں کہ میں اپنے مال، اولاد اور جان کے ساتھ جہاد کروں، اللہ تعالیٰ نے اسے ایک ہزار بچے دیئے وہ اپنے مال کے ساتھ لشکر میں بچے کو تیار کرتا اور اسے مجاہد کے طور پر اللہ کی راہ میں بھیج دیتا وہ ایک ماہ تک اسی طرح رہتا وہ بچہ شہید ہوجاتا پھر وہ دوسرے کو لشکر میں تیار کرتا اس کا ہر بچہ ایک ماہ میں قتل ہوجاتا وہ بادشاہ اس کے ساتھ ساتھ رات کو عبادت کرتا اور دن کو روزے رکھا کرتا اس کے ہزار بچے ہزار ماہ میں شہید ہوگئے پھر وہ خود آگے بڑھا اس نے جہاد کیا اور شہید کردیا گیا۔ لوگوں نے کہا: کوئی آدمی بھی اس بادشاہ کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو نازل فرمایا۔ یعنی یہ ایک رات اس بادشاہ کے ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس نے عبادت کرتے، روزے رکھتے ہوئے نفس، مال اور اولاد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے گزارے۔

حضرت علی شیر خدا اور حضرت عروہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار آدمیوں کا ذکر کیا فرمایا: ''انہوں نے اسی سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور آنکھ جھپکنے کے برابر اس کی نافرمانی نہ کی'' (2)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ایوب،

1۔ اسباب النزول للواحدی، صفحہ 237
2۔ تفسیر درمنثور، جلد 6، صفحہ 629

حضرت زکریا، حضرت حزقیل بن عجوز اور حضرت یوشع بن نون کا ذکر کیا نبی کریم ﷺ کے صحابہ اس سے متعجب ہوئے۔ حضرت جبرئیل امین تشریف لائے عرض کی: اے محمد! ﷺ آپ ﷺ کی امت ان لوگوں کی اسی سال تک عبادت سے متعجب ہوئی جنہوں نے آنکھ جھپکنے کے برابر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اس سے بہتر چیز نازل فرمائی ہے پھر اس سورت کو پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ اس سے بہت خوش ہوئے۔

امام مالک نے موطا میں ابن قاسم اور دوسرے علماء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اسے کہتے ہوئے سنا جس پر مجھے اعتماد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سابقہ امتوں کی عمریں دکھائی گئیں گویا آپ نے اپنی امت کی عمروں کو قلیل جانا اور یہ خیال کیا کہ یہ لوگ عمل کی اس سطح تک نہ پہنچ پائیں گے جہاں دوسری امتوں کے لوگ اپنی لمبی عمروں کی وجہ سے پہنچے تھے (1)۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لیلۃ القدر سے نوازا اور اسے ہزار مہینوں سے بہتر بنایا۔

ترمذی میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی امیہ کو آپ ﷺ کے منبر پر خواب میں دکھایا گیا تو یہ چیز آپ ﷺ کو بری لگی تو اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ (کوثر) کوثر سے مراد جنت میں نہر ہے اور یہ سورت نازل ہوئی (2) یعنی بنو امیہ آپ کے بعد ایک ہزار ماہ تک حاکم رہیں گے۔ قاسم بن فضل حدانی نے کہا: ہم نے ان کے دور حکومت کو شمار کیا تو وہ ایک ہزار مہینے تھا نہ ایک دن زائد اور نہ ایک دن کم۔ کہا یہ حدیث غریب ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ○

"اترتے ہیں فرشتے اور روح (القدس) اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر امر (خیر) کے لیے"۔

یعنی فرشتے ہر آسمان سے، سدرۃ المنتہیٰ سے اور جبریل امین کے مسکن سے اس کے وسط پر اترتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتے ہیں اور فجر کے طلوع ہونے تک لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے یہی مراد ہے۔ روح سے مراد جبریل امین ہے۔ قشیری نے بیان کیا ہے کہ روح ملائکہ کی ایک صنف ہے جنہیں باقی پر نگہبان بنایا گیا ہے ملائکہ انہیں نہیں دیکھ سکتے جس طرح ہم فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ مقاتل نے کہا: یہ ملائکہ میں سے معزز ترین اور اللہ تعالیٰ کے سب سے مقرب ہیں (3)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ ملائکہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں۔ مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے۔ یہ ماوردی نے ذکر کیا اور قشیری نے حکایت بیان کی ہے کہ یہ قول کیا گیا ہے: یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک صنف ہے جو کھانا کھاتے ہیں، ان کے ہاتھ اور پاؤں ہوتے ہیں وہ ملائکہ نہیں ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: روح ایک عظیم مخلوق ہے وہ ایک صف میں کھڑے ہوں گے اور ملائکہ تمام ایک صف میں کھڑے ہوں گے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے روح سے مراد رحمت ہے جبریل امین اس رات فرشتوں کے ساتھ اس کے مستحق افراد پر اترتے ہیں (4) اس کی دلیل يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ (النحل: 2) یہاں روح سے مراد رحمت ہے۔

1۔ موطا امام مالک، کتاب الصیام، لیلۃ القدر، صفحہ 260

2۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، لیلۃ القدر، جلد 2، صفحہ 171

3۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 313

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 314

فِيْهَا میں ضمیر سے مراد لیلۃ القدر ہے اذن سے مراد امر ہے مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سے مراد بکل امر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اگلے سال تک کے لیے جو امر مقدر کیا اور فیصلہ کیا؛ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (الرعد: 11) یہاں بھی مِنْ باء کے معنی میں ہے۔ عام قراءت تتنزل ہے مگر بزی نے تاء کو مشدد قرار دیا ہے۔ طلحہ بن مصرف اور ابن سمیقع نے فعل مجہول کی بنا پر تاء پر ضمہ پڑھا ہے۔ حضرت علی شیر خدا، عکرمہ اور کلبی نے اسے من کل امرئ پڑھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: اس کا معنی ہے ہر فرشتہ (1)۔ کلبی نے یہ تاویل کی ہے کہ حضرت جبریل امین فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور ہر مسلمان کو سلام پیش کرتے ہیں۔ یہاں من، علی کے معنی میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إذا كان ليلةُ القدر نزَلَ جبريلُ في كبكبةٍ من الملائكةِ يُصلّون و يسلِّمون على كلِّ عبدٍ قائمٍ أو قاعدٍ يذكرُ الله تعالىٰ (2) جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبریل امین ملائکہ کی ایک جماعت میں اترتے ہیں وہ ہر اس بندے پر درود و سلام پیش کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے۔

سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

"یہ سراسر (امن و) سلامتی ہے یہ رہتی ہے طلوع فجر تک"۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: کلام کی تکمیل سلام پر ہوتی ہے؛ یہ نافع اور دوسرے علماء سے مروی ہے یعنی لیلۃ القدر سراپا سلامت اور خیر ہے اس میں کوئی شر نہیں۔ مَطْلَعِ الْفَجْرِ سے مراد طلوع فجر ہے۔ ضحاک نے کہا: اللہ تعالیٰ اس رات میں سلامتی ہی مقدر فرماتا ہے باقی راتوں میں آزمائش اور سلامتی دونوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ اس سے سلامت ہے کہ اس رات میں کوئی شیطان مومن مرد یا مومن عورت میں موثر ہو سکے؛ مجاہد نے بھی اس طرح کہا ہے: یہ سلامتی والی رات ہے شیطان اس میں طاقت نہیں رکھتا کہ اس میں کوئی برا عمل کرے (3)۔ ایک مرفوع روایت بھی اس بارے میں ہے۔ امام شعبی نے کہا: اس سے مراد ہے کہ فرشتے اہل مساجد کو سلام پیش کرتے ہیں یہ سلسلہ سورج کے غروب ہونے سے لے کر فجر صادق کے طلوع ہونے تک رہتا ہے وہ جس مومن کے پاس سے گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں: السلام علیك اے مومن! ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد ہے فرشتے ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ قتادہ نے کہا: سلام هی کا معنی هی خير ہے (4)۔ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ کسائی اور ابن محیصن نے اسے مطلع پڑھا ہے مصدر میں لام کا فتحہ اور کسرہ دونوں لغتیں ہیں۔ فعل، یفعل میں فتحہ اصل ہے جس طرح مقتل، مخرج۔ ایسے ابواب میں کسرہ شاذ ہے، جس طرح مشرق، مغرب، جنت، منسک، محشر، مسقط اور مجزر۔ ان سب میں فتحہ اور کسرہ دونوں حکایت کیے گئے ہیں اور شرط یہ ہے کہ اس سے مراد مصدر ہو نہ کہ اسم۔

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 314
2۔ مشکوۃ المصابیح، لیلۃ القدر، صفحہ 182
3۔ ماوردی، جلد 6، صفحہ 314
4۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 300

یہاں تین مسائل ہیں:

لیلۃ القدر کون سی رات ہے؟

مسئلہ نمبر 1۔ لیلۃ القدر کی تعیین میں اختلاف ہے، جس کے بارے میں اکثر علماء کی رائے ہے: وہ ستائیسویں کی رات ہے کیونکہ حضرت ذر بن حبیش کا نقطہ نظر ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب سے کہا: آپ کے بھائی حضرت ابن مسعود کہتے ہیں جو پورا سال قیام کرتا ہے وہ لیلۃ القدر کو پالیتا ہے(1)۔ تو حضرت ابی بن کعب نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن کو بخشے تحقیق وہ جانتا ہے کہ یہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور وہ ستائیسویں رات ہوتی ہے لیکن انہوں نے ارادہ کیا کہ لوگ بھروسہ ہی نہ کرلیں۔ پھر انہوں نے بغیر استثناء کے قسم اٹھائی وہ ستائیسویں کی رات ہے میں نے پوچھا: اے ابامنذر! آپ کس وجہ سے یہ بات کرتے ہیں؟ جواب دیا: اس نشانی کی وجہ سے جس کی خبر ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دی یا اس علامت کی وجہ سے کہ اس روز سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوگا۔ یہ رات سارے سال کی بجائے رمضان شریف کے مہینے میں ہوتی ہے: یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے علماء کی رائے ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا: یہ سال کی تمام راتوں میں ہوتی ہے۔ جس نے اپنی بیوی کی طلاق یا اپنے غلام کی آزادی کو لیلۃ القدر کے ساتھ مشروط کیا تو اسے طلاق یا آزادی واقع نہ ہوگی مگر جب اس دن سے ایک سال گزر جائے گا کیونکہ شک کی بنا پر طلاق واقع نہیں کی جائے گی۔ اور اس کا اختصاص کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں اور طلاق سال کے گزرے بغیر واقع ہونا مناسب نہیں، اس طرح آزادی قسم وغیرہ ہیں۔

حضرت ابن مسعود نے کہا: جو سارا سال قیام کرے تو وہ اسے پالے گا یہ چیز حضرت ابن عمر کو پہنچی تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن پر رحم فرمائے خبردار! وہ خوب جانتا ہے کہ یہ رات رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے لیکن انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ لوگ اس ایک رات پر بھروسہ نہ کریں۔ امام ابوحنیفہ اس قول کی طرف گئے ہیں: یہ سال بھر میں ایک رات ہوتی ہے۔ ان سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ لیلۃ القدر اٹھالی گئی یہ صرف ایک موقع ہے جب کہ صحیح یہ ہے کہ یہ باقی ہے۔

حضرت ابن مسعود سے یہ قول بھی مروی ہے کہ جب وہ سال کے ایک دن میں ہوتی ہے تو اگلے سال وہ کسی اور دن میں ہوگی۔ جمہور علماء کا نقطہ نظر ہے کہ وہ ہر سال رمضان میں ہوتی ہے۔ پھر یہ قول کیا گیا کہ ہر مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے؛ یہ ابو رزین عقیلی کا قول ہے۔ حسن بصری، ابن اسحاق اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا: یہ رمضان شریف کی سترہویں رات ہوتی ہے یہ وہی رات ہے جس کے اگلے روز غزوۂ بدر ہوا تھا گویا انہوں نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے: وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا يَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ (الانفال:41) یہ سترہویں رات تھی۔ ایک قول یہ کہا گیا: یہ انیسویں کی رات ہے صحیح و مشہور یہ ہے کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ کی رات تھی؛ یہ امام مالک، امام شافعی، اوزاعی، ابوثور اور امام احمد کا نقطہ نظر ہے۔

ایک قوم کا نقطہ نظر ہے: یہ اکیسویں کی رات ہے۔ امام شافعی کا جھکاؤ اسی طرف ہے اس کی دلیل مٹی اور پانی والی روایت

1۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، لیلۃ القدر، جلد 2، صفحہ 171۔ ایضاً، حدیث نمبر 3274، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ہے یہ روایت حضرت ابوسعید خدری نے روایت کی؛ اسے امام مالک اور دوسرے علماء نے نقل کیا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا: یہ تیسویں کی رات ہے جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے روایت کیا کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے لیلۃ القدر دیکھی جب کہ رمضان کے سات دن باقی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں دیکھتا ہوں تمہاری خوابیں تیئسویں پر متفق ہوگئی ہیں جو آدمی مہینے کے کسی رات قیام کرنا چاہے تو وہ تیئسویں کی رات قیام کرے''۔ معمر نے کہا: حضرت ایوب تیئسویں کی رات غسل کیا کرتے تھے اور خوشبو لگاتے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ اس کی صبح پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں'' (1)۔ عبداللہ بن انیس نے کہا: میں نے آپ کو تیئسویں کی رات کی صبح میں پانی اور مٹی میں دیکھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ پچیسویں کی رات ہے کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اسے آخری راتوں میں تلاش کرو جب نو دن باقی ہوں، سات دن باقی ہوں اور پانچ دن باقی ہوں'' (2)۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ امام مالک نے کہا: نو سے مراد اکیسویں کی رات ہے، سات سے مراد تیئسویں کی رات ہے اور پانچ سے مراد پچیسویں کی رات ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ ستائیسویں کی رات ہے اس کی دلیل گزر چکی ہے: یہ حضرت علی شیر خدا، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت معاویہ اور حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی لیلۃ القدر کی تلاش میں ہے تو وہ اسے ستائیسویں کی رات میں تلاش کرے'' (3)۔ ابوبکر وراق نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کی راتوں کو اس سورت کے کلمات پر تقسیم کر دیا ہے جب ستائیسویں کلمہ تک پہنچا تو فرمایا: ھی۔ دوسری دلیل یہ ہے لیلۃ القدر کے لفظ کو مکرر ذکر کیا اسے تین دفعہ ذکر کیا ہے یہ نو حرف ہیں تو مجموعی ستائیس ہو جاتے ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ انتیسویں کی رات ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''لیلۃ القدر انتیسویں یا ستائیسویں کی رات ہے اس رات میں فرشتے کنکریوں کی مقدار میں ہوتے ہیں''۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ جفت راتوں میں ہوتی ہے۔ حضرت حسن بصری نے کہا: میں بیس سال تک چوبیسویں رات کے سورج کو تاڑتا رہا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ سفید طلوع ہوتا ہے، اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی کیونکہ اس رات بہت زیادہ انوار ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ پورے سال میں مستور ہوتی ہے تاکہ انسان تمام سال راتوں کو زندہ کرے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اسے رمضان شریف کے تمام مہینے میں مخفی رکھا تاکہ وہ رمضان شریف کی راتوں میں عمل اور عبادت میں کوشاں رہیں تاکہ اسے پالیں جس طرح نمازوں میں سے درمیانی نماز کو، اسماء حسنیٰ میں سے اسم اعظم کو، جمعہ کی ساعتوں میں سے قبولیت کی گھڑی کو، نافرمانیوں میں غضب کو، طاعات میں رضا کو، اوقات میں قیام قیامت کو، بندوں میں سے صالح

1۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، لیلۃ القدر والحث علی طلبہا، جلد 1، صفحہ 370

2۔ صحیح بخاری، کتاب الصیام، لیلۃ القدر، جلد 1، صفحہ 271۔

سنن ابی داؤد، کتاب الدعوات، باب فی من قال لیلۃ احدی وعشرین، حدیث نمبر 1175، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

3۔ مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر، جلد 2، صفحہ 27

بندوں کو اور اپنی رحمت و حکمت کو مخفی رکھا۔

لیلۃ القدر کی علامات

مسئلہ نمبر 2۔ اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے سورج اس کی صبح سفید طلوع ہوتا ہے اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی۔ حضرت حسن بصری نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا: إنّ من أمار اتھا أنھا لیلۃٌ سمحۃٌ بلجۃ لاحارۃ ولا باردۃ تطلع الشمس صبیحتھا لیس لھا شعاع اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رات نہ گرم اور نہ ٹھنڈی اس کی صبح سورج طلوع ہوتا ہے جس کی شعاع نہیں ہوتی۔ عبید بن عمیر نے کہا: میں ستائیسویں رات کو سمندر میں تھا میں نے اس کا پانی لیا تو میں نے اسے میٹھا خوشگوار پایا۔

شب قدر کے فضائل

مسئلہ نمبر 3۔ اس کے فضائل۔ تیرے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۝ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۝ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡهَا کافی ہے۔

صحیحین میں ہے: من قامَ لیلۃَ القدرِ إیمانًا واحتسابًا غفَرَ اللہ لہ ما تقدَّمَ من ذَنۡبِہٖ (1) جس نے لیلۃ القدر کو ایمان کی حالت اور ثواب کے ارادہ سے عبادت کی اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دیتا ہے! اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو وہ فرشتے نازل ہوتے ہیں جو سدرۃ المنتہیٰ کے مکین ہوتے ہیں ان میں حضرت جبریل امین ہوتے ہیں ان کے ساتھ جھنڈے ہوتے ہیں ان میں سے ایک جھنڈا میری قبر پر، ایک جھنڈا بیت المقدس پر، ایک جھنڈا مسجد حرام پر، ایک جھنڈا طور سینا پر لگا دیا جاتا ہے وہ کسی مومن مرد اور عورت کو نہیں چھوڑتے مگر وہ اسے سلام کرتے ہیں مگر جو ہمیشہ شراب نوشی کرتا ہے، خنزیر کھاتا ہے اور زعفران میں لتھڑا رہتا ہے''۔

حدیث طیبہ میں ہے: ''شیطان اس رات میں نہیں نکلتا یہاں تک کہ اس کی فجر روشن ہو جاتی ہے، وہ طاقت نہیں رکھتا کہ کسی کو فتنہ میں اور فساد میں ڈالے اور اس میں کسی جادوگر کا جادو اثر نہیں کرتا''۔

امام شعبی نے کہا: اس کی رات اس کے دن کی طرح ہے اس کا دن اس کی رات کی طرح ہے۔ فراء نے کہا: اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں سعادت اور نعمتوں کو مقدر کرتا ہے اور باقی راتوں میں آزمائشوں اور مصائب کو مقدر کرتا ہے۔ ضحاک کا اس بارے میں قول پہلے گزر چکا ہے۔ اس قسم کی بات اپنی جانب سے نہیں کہی جاتی یہ مرفوع ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

سعید بن مسیب سے موطا میں قول منقول ہے: جس نے لیلۃ القدر کو عشاء کی نماز پڑھی تو اس نے اس رات میں حصہ لے

1۔ صحیح بخاری، کتاب الصیام، لیلۃ القدر، جلد 1، صفحہ 270

لیا۔ اس قسم کی چیز رائے سے حاصل نہیں کی جاسکتی۔

عبید اللہ بن عامر بن ربیعہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من صلّٰی صلاۃَ المغربِ والعشاءِ الآخرۃ من لیلۃ القدرِ فی جماعۃٍ فقد أخذ بحظِہِ من لیلۃِ القدر جس نے لیلۃ القدر کو مغرب اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو اس نے لیلۃ القدر کا بڑا حصہ لے لیا۔ ثعلبی نے اسے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو میں کیا دعا کروں۔ فرمایا: تو کہہ اللّٰھم إنّک عفوٌّ تُحِبُّ العفوَ فاعفُ عنّی (1) اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے مجھے معاف کردے۔

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، الدعاء بالعفو والعافیۃ، صفحہ 282

جامع ترمذی، باب ما جاء فی عقد التسبیح، حدیث نمبر 3435، ضیاء القرآن پبلی کیشنز